آزادیٔ نسواں کا فریب

(جسٹس (ر) مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہم العالی)

فہرست مضامین

۱۔ آج کا موضوع
۲۔ تخلیق کا مقصد
۳۔ مرد وعورت دو مختلف صنفیں ہیں
۴۔ اللہ تعالیٰ سے پوچھنے کا ذریعہ پیغمبر ہیں
۵۔ انسانی زندگی کے دو شعبے
۶۔ مرد اور عورت کے درمیان تقسیم کار
۷۔ عورت گھر کا انتظام سنبھالے
۸۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان تقسیم کار
۹۔ عورت کو کس لالچ پر گھر سے نکالا گیا
۱۰۔ آج ہر گھٹیا کام عورت کے سپرد ہے
۱۱۔ نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ
۱۲۔ کیا نصف آبادی عضو معطل ہے
۱۳۔ آج فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے
۱۴۔ عورت کے بارے میں گوربارچوف کا نظریہ
۱۵۔ روپیہ پیسہ بذات خود کوئی چیز نہیں
۱۶۔ آج کا نفع بخش کاروبار
۱۷۔ ایک یہودی کا عبرت ناک واقعہ
۱۸۔ گنتی میں اگرچہ دولت زیادہ ہو جائے گی
۱۹۔ دولت کمانے کا مقصد کیا؟
۲۰۔ بچے کو ماں کی ممتا کی ضرورت ہے
۲۱۔ بڑے کارناموں کی بنیاد گھر ہے
۲۲۔ تسکین وراحت پردے میں ہے
۲۳۔ آج سروں کے بال کی حالت

۲۴۔ لباس کے اندر بھی عریاں
۲۵۔ مخلوط تقریبات کا سیلاب
۲۶۔ یہ بدامنی کیوں نہ ہو
۲۷۔ ہم اپنی اولاد کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں
۲۸۔ ابھی پانی سر سے نہیں گزرا
۲۹۔ ایسے اجتماعات کا بائیکاٹ کردو
۳۰۔ دنیا والوں کا کب تک خیال کروگے
۳۱۔ دنیا والوں کے برا ماننے کی پرواہ مت کرو
۳۲۔ ان مردوں کو باہر نکال دیا جائے
۳۳۔ دین پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے اور پھر خاموشی !
۳۴۔ ورنہ عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ
۳۵۔ اپنا ماحول خود بناؤ
۳۶۔ آزادنہ میل جول کے نتائج
۳۷۔ جنسی خواہش کی تسکین کا راستہ
۳۸۔ ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت
۳۹۔ کیا عائشہؓ کی بھی دعوت ہے؟
۴۰۔ آپ ﷺ کے اصرار کی وجہ
۴۱۔ بیوی کو جائز تفریح کی بھی ضرورت ہے
۴۲۔ زیب و زینت کے ساتھ نکلنا جائز نہیں
۴۳۔ کیا پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کو تھا
۴۴۔ یہ پاکیزہ خواتین تھی
۴۵۔ پردہ کا حکم تمام خواتین کو ہے
۴۶۔ حالت احرام میں پردہ کا طریقہ
۴۷۔ ایک خاتون کا پردہ اہتمام
۴۸۔ اہل مغرب کے طعنوں سے مرعوب نہ ہوں
۴۹۔ پھر بھی تیسرے درجے کے شہری رہو گے
۵۰۔ کل ہم ان کا مذاق اڑائیں گے

۵۱۔ عزت اسلام کو اختیار کرنے میں ہے
۵۲۔ ڈاڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہ ملی
۵۳۔ چہرہ کا پردہ ہے
۵۴۔ مردوں کی عقل پر پردہ پڑ گیا

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ ہے کہ اگر ایک عورت اپنے گھر میں اپنے شوہر کے لئے اپنے بچوں کے لئے کھانا پکاتی ہے تو یہ رجعت پسند اور دقیانوسیت ہے اور اگر وہی عورت ہوائی جہاز میں ائیر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے تو اسکا نام آزادی جدت پسندی ہے اگر عورت گھر میں رہ کر اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے، لیکن دوکانوں پر ''سیلز گرل'' بن کر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے، یا دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ'' آزادی'' اور'' اعزاز'' ہے

الحمدلله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذبالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهد ه الله فلامضل له و من يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمد اعبده و رسوله

ام بعد

فاعوذ بالله من اشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ۰

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولی (سوره احزاب :۳۳)

آمنت بالله صدق الله مولانا العظيم ۰ وصدق رسوله النبی الكريم و نحن علی ذلك من الشاهد ين و الشاكرين ۰ والحمدلله رب العالمين

آج کا موضوع

میرے محترم بھائیوں اور بہنوں السلام علیم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج گفتگو کا موضوع حجاب اور اس کی اہمیت مقرر کیا گیا ہے، اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلامی احکامات کی رو سے، اور قرآن اور سنت کی تعلیمات کی روشنی میں عورت کیلئے ''حجاب'' اور پردہ کا کیا حکم ہے اور وہ کتنی اہمیت رکھتا ہے؟ اس موضوع کو صحیح طور پر سمجھنے سے پہلے ایک اہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا وہ نکتہ یہ ہے کہ عورت کیلئے حجاب اور پردہ کیوں ضروری ہے اور اس کے شرعی احکام کیا ہیں؟ اور یہ بات اس وقت تک ٹھیک ٹھیک سمجھ میں نہیں آسکتی جب یہ معلوم نہ ہو کہ عورت کے اس دنیا میں آنے اور اسکے پیدا کیے جانے کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

تخلیق کا مقصد خالق سے پوچھو

آج مغربی افکار کی یورش میں یہ پروپیگنڈہ ہر جگہ کیا جاتا ہے کہ اسلام کے اندر عورت کو نقاب اور پردے میں رکھ کر گھونٹ دیا گیا اور اسکو چار دیواری کے اندر قید کردیا گیا ہے، لیکن یہ سارا پروپیگنڈہ درحقیقت اس بات کا نتیجہ ہے کہ عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد معلوم نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر اس بات پر ایمان ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں انسان کو پیدا کرنیوالے اللہ تعالیٰ ہیں تو، مرد اور عورت دونوں کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، اگر خدانخواستہ اس پر ایمان نہ ہوتو پھر بات آگے نہیں بڑھ سکتی، اور اس زمانے میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اور لادینیت کے میدان میں روز بروز بڑھتے چلے جارہے ہیں انکو بھی اللہ تعالیٰ ایسی نشانیاں اور علامات دکھارہے ہیں جس سے وہ بھی اللہ تعالی کے وجود کے قائل ہورہے ہیں۔ اگر اللہ پر ایمان نہ ہوتو پھر بات آگے چل ہی نہیں سکتی، لیکن اگر اللہ پر ایمان ہے اور یہ پتہ ہے کہ اللہ نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے، اور مرد کو بھی اسی نے پیدا کیا اور عورت کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے تو اب پیدائش کا مقصد بھی اسی سے پوچھنا چاہئے کہ مرد کو کیوں پیدا کیا اور عورت کو کیوں پیدا کیا اور دونوں کی تخلیق کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

مرد اور عورت دو مختلف صنفیں ہیں

یہ نعرہ آج بہت زور وشور سے لگایا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے اور مغربی افکار نے یہ پروپیگنڈہ ساری دنیا میں کردیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اگر مرد اور عورت دونوں ہی ایک جیسے کام کیلئے پیدا ہوئے تھے تو پھر دونوں کو جسمانی طور پر الگ الگ پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی، مرد کا جسمانی نظام اور ہے عورت کا جسمانی نظام اور ہے مرد کا مزاج اور ہے اور عورت کا مزاج اور ہے، مرد کی صلاحیتیں اور ہیں اور عورت کی صلاحیتیں اور ہیں، اللہ تعالیٰ نے دونوں صنفیں اس طرح بنائی ہیں۔ یہ کہنا کہ دونوں کی تخلیقی ساخت اور اسکے نظام میں بنیادی فرق نہیں ہے، یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اور مشاہدہ کا انکار ہے، اس لئے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد اور عورت کی ساخت میں فرق ہے، نئے فیشن نے مرد اور عورت کے فطری فرق کو مٹانے کی کتنی کوششیں کر دیکھیں، چنانچہ عورتوں نے مردوں جیسا لباس پہننا شروع کردیا، اور مردوں نے عورتوں جیسا لباس پہننا شروع کردیا، عورتوں نے مردوں جیسے بال رکھنے شروع کردیئے۔ لیکن اس بات سے انکار اب بھی نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا جسمانی نظام مختلف ہے۔ یہ دونوں مختلف صنفیں ہیں، دونوں کے انداز زندگی مختلف ہیں، اور دونوں کی صلاحیتیں مختلف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے پوچھنے کا ذریعہ پیغمبر ہیں

لیکن یہ کس سے معلوم کیا جائے کہ مرد کو کیوں پیدا کیا گیا اور عورت کو کیوں پیدا کیا گیا؟ ظاہر ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ جس ذات نے پیدا کیا ہے اس سے پوچھو کہ آپ نے مرد کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا؟ اور عورت کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا؟ اور اس سے پوچھنے کا ذریعہ حضرات انبیاء کرامؑ اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

انسانی زندگی کے دو شعبے

قرآن کریم کی تعلیمات اور رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات سے کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت انسانی زندگی دو مختلف شعبوں پر منقسم ہے، ایک گھر کے اندر کا شعبہ ہے اور ایک گھر کے باہر کا شعبہ ہے۔ یہ دونوں شعبے ایسے ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ لئے بغیر متوازن زندگی نہیں گزاری جا سکتی، گھر کا انتظام بھی ضروری ہے اور گھر کے باہر کا انتظام یعنی کسب معاش اور روزی کمانے کا انتظام بھی ضروری ہے، جب دونوں کام ایک ساتھ اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھیک چلیں گے تب انسان کی زندگی استوار ہوگی، اور اگر ان میں سے ایک ختم ہو گیا تو اس سے انسان کی زندگی میں توازن Balance ختم ہو جائے گا

مرد اور عورت کے درمیان تقسیم کار

ان دونوں شعبوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ تقسیم فرمائی ہے کہ مرد کے ذمے گھر کے باہر کے کام لگائے مثلاً کسب معاش اور روزی کمانے کے کام، اور سیاسی اور سماجی کام وغیرہ۔ یہ سارے کام درحقیقت مرد کے ذمے عائد کئے ہیں اور گھر کے اندر کا شعبہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کے حوالے کیا ہے، وہ اس کو سنبھالیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آ جاتا کہ عورت گھر کا انتظام کرے گی اور مرد باہر کا انتظام کرے گا، تو بھی کوئی چوں چرا کی مجال نہیں تھی۔ لیکن عقل کے ذریعے انسان کی فطری تخلیق کا جائزہ لیں تو بھی اس کے سوا اور کوئی انتظام نہیں ہو سکتا، اس لئے مرد اور عورت کے درمیان اگر تقابل کر کے دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ جسمانی قوت جتنی مرد کے اندر ہے اتنی عورت میں نہیں اور کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے مرد میں عورت کی بنسبت جسمانی قوت زیادہ رکھی ہے، اور گھر کے باہر کے کام قوت کا تقاضہ کرتے ہیں، محنت کا تقاضہ کرتے ہیں۔ وہ کام قوت اور محنت کے بغیر انجام نہیں دیئے جا سکتے لہٰذا فطری تخلیق کا بھی یہی تقاضا تھا کہ گھر کے باہر کا کام مرد انجام دے اور گھر کے اندر کے کام عورت کے سپرد ہوں۔

عورت گھر کا انتظام سنبھالے

ابتداء میں جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ، اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو براہ راست خطاب فرمایا، اوران کے واسطے سے ساری مسلمان خواتین سے خطاب فرمایا، وہ یہ ہے کہ:

و قرن فی بیوتکن

یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اس میں صرف اتنی بات نہیں کہ عورت کو ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہئے بلکہ اس آیت میں ایک بنیادی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے وہ یہ کہ ہم نے عورت کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ رہ کر گھر کے انتظام کو سنبھالے ۔

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان تقسیم کار

حضرت علیؓ اور فاطمہؓ نے بھی اپنے درمیان یہ تقسیم کار فرمار کھی تھی کہ حضرت علیؓ گھر کے باہر کے کام انجام دیتے ، اور حضرت فاطمہؓ گھر کے اندر کا انتظام سنبھالتیں ۔ چنانچہ گھر کی جھاڑو دویتیں ، چکی چلا کر آٹا پیستیں ، پانی بھر کر لاتیں ، کھانا پکاتیں ۔

عورت کو کس لالچ پر گھر سے نکالا گیا

لیکن جس ماحول میں معاشرے کی پاکیزگی کوئی قیمت ہی نہ رکھتی ہو اور جہاں عفت وعصمت کے بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو منتہائے مقصود سمجھا جاتا ہو، ظاہر ہے کہ وہاں اس تقسیم کا اور پردہ وحیا کو نہ صرف غیر ضروری، بلکہ راستے میں رکاوٹ سمجھا جائے گا ۔ چنانچہ جب مغرب میں تمام اخلاقی اقدار سے آزادی کی ہوا چلی تو مرد نے عورت کو گھر میں رہنے کو اپنے لئے دوہری مصیبت سمجھا ۔ ایک طرف تو اس کی ہوسناک طبیعت عورت کی کوئی ذمہ داری قبول کئے بغیر قدم قدم پر اس سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی ، اور دوسری طرف وہ اپنی قانونی بیوی کی معاشی کفالت کو بھی ایک بوجھ تصور کرتا تھا ۔

چنانچہ اس نے دونوں مشکلات کا جو عیارانہ حل نکالا ، اسکا خوبصورت اور معصوم نام ''تحریک آزادی نسواں'' ہے عورت کو یہ پڑھایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چاردیواری میں قید رہی ہو، اب آزادی کا دور ہے اور تمہیں اس قید سے باہر آکر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہئے اب تک تمہیں حکومت وسیاست کے ایوانوں میں بھی محروم رکھا گیا ہے، اب تم باہر آکر زندگی کی جدوجہد میں برابر کا حصہ لو تو دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے منصب تمہارا

انتظار کر رہے ہیں۔

عورت بیچاری ان دلفریب نعروں سے متأثر ہوکر گھر سے باہر آ گئی اور پروپیگنڈے کے تمام وسائل کے ذریعے شور مچا مچا کر اسے یہ باور کرا دیا گیا کہ اسے صدیوں کی غلامی کے بعد آج آزادی ملی ہے، اور اب اس کے رنج ومحن کا خاتمہ ہو گیا ہے ان دلفریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا، اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی، اسے اجنبی مردوں کے پرائیویٹ سیکرٹری کا منصب ''بخشا گیا'' اسے ''اسٹینو ٹائپسٹ'' بننے کا اعزاز دیا گیا۔ اسے تجارت چمکانے کیلئے '' سلیز گرل'' اور ماڈل گرل'' بننے کا شرف بخشا گیا اور اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رسوا کر کے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ، اور ہم سے مال خریدو، یہاں تک کے عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت اور آبرو کا تاج رکھا تھا، اور جس کے گلے میں عفت اور عصمت کے ہار ڈالے تھے، تجارتی اداروں کیلئے ایک شو پیس اور مرد کی تھکن دور کرنے کے لئے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

آج ہر گھٹیا کام عورت کے سپرد ہے

نام یہ لیا گیا تھا کہ عورت کو آزادی دے کر سیاست اور حکومت کے ایوان اس کیلئے کھولے جا رہے ہیں، لیکن ذرا جائزہ لے کر تو دیکھئے کہ اس عرصے میں خود مغربی ممالک کی کتنی عورتیں صدر، وزیر اعظم یا وزیر بن گئیں، کتنی خواتین کو جج بنایا گیا اور کتنی عورتوں کو دوسرے بلند مناصب کا اعزاز نصیب ہوا اعداد وشمار جمع کئے جائیں تو ایسی عورتوں کا تناسب بمشکل چند فی لاکھ ہوگا، ان گنی چنی خواتین کو کچھ مناصب دینے کے نام پر باقی لاکھوں عورتوں کو جس بے دردی کے ساتھ سڑکوں اور بازاروں میں گھسیٹ کر لایا گیا ہے وہ آزادئ نسواں کے فراڈ کا المناک ترین پہلو ہے آج یورپ اور امریکہ میں جا کر دیکھئے تو دنیا بھر کے تمام نچلے درجے کے کام عورت کے سپرد ہیں ریستورانوں میں کوئی مرد ویٹر شاذ و نادر ہی نظر آئے گا، ورنہ یہ خدمات تمام تر عورتیں ہی انجام دے رہی ہیں ہوٹلوں میں مسافروں کے کمرے تمام تر عورتوں کے سپرد ہیں۔

دوکانوں پر مال بیچنے کیلئے مرد خال خال نظر آئیں گے، یہ کام بھی عورتوں ہی سے لیا جا رہا ہے، دفاتر کے استقبالیوں پر عام طور پر عورتیں ہی تعینات ہیں اور بیرے سے لے کر کلرک تک کے تمام مناصب زیادہ تر اسی صنف نازک کے حصے میں آئے ہیں جسے گھر کی قید سے آزادی عطا کی گئی ہے۔

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ

پروپیگنڈے کی قوتوں نے عجیب وغریب فلسفہ ذہنوں پر مسلط کر دیا ہے کہ اگر عورت اپنے گھر میں اپنے اور اپنے شوہر اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے لیکن وہی عورت، اجنبی مردوں کے لئے کھانا پکائے، ان کے کمروں کی صفائی کرے، ہوٹلوں اور جہازوں میں انکی میزبانی کرے، دوکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے اور دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو تو یہ آزادی اور اعزاز ہے !.........انا للہ وانا الیہ راجعون!

پھر ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ عورت کسب معاش کے لئے آٹھ آٹھ گھنٹے کی یہ سخت اور ذلت آمیز ڈیوٹیاں ادا کرنے کے باوجود اپنے گھر کے کام دھندوں سے اب بھی فارغ نہیں ہوئی گھر کی تمام خدمات آج بھی پہلے کی طرح اس کے ذمے ہیں اور یورپ اور امریکہ میں اکثریت ان عورتوں کی ہے جن کو آٹھ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دینے کے بعد اپنے گھر پہنچ کر کھانا پکانے، برتن دھونے اور گھر کی صفائی کا کام اب بھی کرنا پڑتا ہے۔

کیا نصف آبادی عضو معطل ہے

عورتوں کو گھر سے باہر نکالنے کے لئے آج کل ایک چلتا ہوا استدلال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ قومی تعمیر وترقی کے دور میں ہم اپنی نصف آبادی کو عضو معطل بنا کر نہیں ڈال سکتے۔ یہ بات اس شان سے کہی جاتی ہے کہ گویا ملک کے تمام مردوں کو کسی نہ کسی کام پر لگا کر مردوں کی حد تک ''مکمل روزگار'' کی منزل حاصل کر لی گئی ہے۔اب نہ صرف یہ کہ کوئی مرد بے روزگار نہیں رہا بلکہ ہزار ہا کام ''مین پاور'' کے انتظار میں ہیں۔

حالانکہ یہ بات ایسے ملک میں کہی جارہی ہے جہاں اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل مرد سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں جہاں کوئی چپڑاسی یا ڈرائیور کی اسامی نکلتی ہے تو اس کیلئے دسیوں گریجویٹ اپنی درخواستیں پش کر دیتے ہیں اور اگر کوئی کلرک کی جگہ نکلتی ہے تو دسیوں ماسٹر اور ڈاکٹر تک کی ڈگریاں رکھنے والے اپنی درخواستیں پیش کر دیتے ہیں پہلے مردوں کی نصف آبادی ہی کو ملکی تعمیر وترقی کے کام میں پوری طرح لگا دیجئے اس کے بعد باقی نصف آبادی کے بارے میں سوچئے کہ وہ عضو معطل ہے یا نہیں۔

آج فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے

اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کا ذمہ دار بنایا تھا، گھر کی منتظمہ بنایا تھا، تا کہ وہ فیملی سسٹم استوار رکھ سکے، لیکن جب وہ گھر سے

باہر آ گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ باپ بھی باہر، اور ماں بھی باہر، اور بچے اسکول میں، یا نرسری میں، اور گھر پر تالا پڑ گیا، اب وہ فیملی سسٹم تباہ ہو کر رہ گیا۔ عورت کو تو اس لئے بنایا تھا کہ جب وہ گھر میں رہے گی تو گھر کا انتظام بھی کرے گی، اور بچے اس کی گود میں تربیت پائیں گے، ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے وہیں سے وہ اخلاق سیکھتے ہیں، وہیں سے وہ کردار سیکھتے ہیں، وہیں زندگی گزارنے کے صحیح طریقے سیکھتے ہیں۔

لیکن آج مغربی معاشرے میں بچوں کو ماں اور باپ کی شفقت میسر نہیں، اور فیملی سسٹم درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے ہے اور جب عورت دوسری جگہ کام کر رہی ہے اور مرد دوسری جگہ کام کر رہا ہے تو دونوں کے درمیان دن بھر میں کوئی رابطہ نہیں ہے، اور دونوں جگہ پر آزاد ماحول سوسائٹی کا ماحول ہے تو بسا اوقات ان دونوں کا آپس کا رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے اور ٹوٹنے لگتا ہے، اور جگہ جگہ ناجائز رشتے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ طلاق تک نوبت پہنچتی ہے، گھر برباد ہو جاتا ہے۔

عورت کے بارے میں گوربارچوف کا نظریہ

اگر یہ باتیں صرف میں کہتا تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ سب باتیں آپ تعصب کی بنا پر کہہ رہے ہیں لیکن اب سے چند سال پہلے سوویت یونین کے آخری صدر ''میخائل گوربارچوف'' نے ایک کتاب میں لکھی ہے ''پروسٹرائیکا'' آج یہ کتاب ساری دنیا میں مشہور ہے اور شائع شدہ شکل میں موجود ہے اس کتاب میں گوربارچوف نے عورتوں کے بارے '' Status of Women '' کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے، اس میں اس نے صاف اور واضح لفظوں میں یہ بات لکھی ہے کہ ہماری مغرب کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا، اور اس کو گھر سے باہر نکالنے میں بیشک ہم نے کچھ فوائد حاصل کئے ہیں، اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، اسلئے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے سلسلے میں ہمیں جو نقصانات اٹھانا پڑے ہیں وہ نقصانات ان فوائد سے کہیں زیادہ ہیں جو پروڈکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے، لہذا میں اپنے ملک میں پروسٹرائیکا کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں اس میں میرا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے باہر نکل چکی ہے اس کو واپس گھر میں کیسے لایا جائے اسکے طریقے سوچنے پڑیں گے ورنہ جس طرح فیملی سسٹم تباہ ہو چکی ہے اس طرح پوری قوم تباہ ہو جائے گی۔

یہ الفاظ میخائل گوربارچوف نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں وہ کتاب آج بھی بازار میں دستیاب ہے جس کا جی چاہے دیکھ

لے۔

روپیہ پیسہ بذات خود کوئی چیز نہیں

اس فیملی سسٹم کی تباہ کاری کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے عورت کی مقصد تخلیق کو نہیں جانا کہ عورت کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ گھر کے نظام اور فیملی سسٹم کو استوار کرے آج کے معاشی دور کی ساری کوششوں کا حاصل یہی ہے کہ روپیہ پیسہ ,زیادہ ہو جائے لیکن یہ تو بتاؤ کہ کیا یہ روپیہ پیسہ بذات خود کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اگر آپ کو بھوک لگ رہی ہو اور آپ کے پاس پیسے موجود ہوں تو آپ اس کو کھا کر بھوک مٹا لیں گے؟ پیسہ بذات خود کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ذریعے آدمی ضرورت کی چیزیں مہیا کر کے سکون حاصل نہ کرے۔

آج کا نفع بخش کاروبار

پچھلے دنوں ایک رسالے میں ایک سروے کی تفصیل آئی ہے اس سروے کا مقصد یہ تھا کہ یہ دیکھا جائے کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ نفع بخش کاروبار کونسا ہے؟ چنانچہ اس سروے میں لکھا ہے کہ آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ نفع بخش کاروبار'' ماڈل گرل کا کاروبار ہے اسلئے کہ ایک ماڈل گرل مصنوعات کے اشتہارات پر اپنی عریاں تصاویر دینے کے لئے صرف ایک دن کے ۲۵ ملین ڈالر وصول کرتی ہے اور اس ایک دن میں وہ تاجر اور سرمایہ کار اپنی مرضی کی جتنی تصویریں جس انداز سے اور جس زاویے سے اتارنا چاہے اتارتا ہے اور اس کے ذریعے وہ اپنی مصنوعات کو بازار میں پھیلاتا ہے۔ آج یہ عورت ایک بکاؤ مال بن چکا ہے، اور سرمایہ دار اس کو جس طرح چاہتا ہے استعمال کرتا ہے، وجہ یہ ہے کہ عورت نے گھر سے باہر اپنی قدر و منزلت اور اپنا مرتبہ کھو دیا اور اس کا یہ نتیجہ نکلا۔

ایک یہودی کا عبرت ناک واقعہ

ایک بزرگ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ پہلے زمانے میں ایک یہودی بہت مالدار اور سرمایہ دار تھا، اس زمانے میں لوگ اپنی دولت زیر زمین خزانے بنا کر اس میں رکھا کرتے تھے، اس یہودی نے خزانے میں سونا چاندی کے انبار بنا کر جمع کئے ہوئے تھے جیسا کہ قارون کے بارے میں قرآن کریم میں ہے کہ اس نے بہت بڑا خزانہ جمع کیا ہوا تھا ایک مرتبہ وہ یہودی اپنے خزانے کا خفیہ طور پر معائنہ کرنے کے لئے گیا، اور جب اندر گیا تو اس نے چوکیدار کو بھی اطلاع نہیں کی جس کو خزانے پر مقرر کیا تھا تاکہ یہ دیکھے کہ کہیں وہ چوکیدار خیانت تو نہیں کر رہا ہے، اور اس خزانے کا سسٹم ایسا تھا کہ وہ اندر سے تو بند ہوتا تھا لیکن اندر سے کھل نہیں سکتا تھا، صرف باہر سے کھل سکتا تھا اب اس نے بے خیالی میں

دروازہ اندر سے بند کرلیا، اب کھولنے کا کوئی راستہ نہیں تھا، باہر جو چوکیدار تھا وہ یہ سمجھتا رہا کہ خزانہ بند ہے اور اسکے ذہن میں یہ تصور بھی نہیں تھا وہ یہ سمجھتا رہا کہ خزانے کا مالک اندر ہے

اب یہ مالک اندر جاکر خزانے کی تفتیش کرتا رہا اور جب دیکھ بال کر تفتیش سے فارغ ہوکر واپس نکلنا چاہا تو باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا اب وہاں پر قید ہے، بھوک لگ رہی ہے اور خزانہ سارا موجود ہے لیکن بھوک نہیں مٹا سکتا پیاس لگ رہی ہے اور سارا خزانہ موجود ہے لیکن پیاس بجھا نہیں سکتا، رات کو نیند آرہی ہے خزانہ سارا موجود ہے لیکن بستر فراہم نہیں کرسکتا حتیٰ کہ جتنے دن بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتا زندہ رہا پھر اسی خزانہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔

بچے کو ماں کی ممتا کی ضرورت ہے

اس لئے گھر کے انتظام کو استوار کرنے کے لئے اور بچوں کی صحیح تربیت کیلئے اور بچوں کو صحیح فکر پر ڈھالنے کے لئے اللہ تعالٰی نے یہ فرائض عورت کے سپرد کئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ باوجود یہ کہ بچہ ماں اور باپ دونوں کا ہوتا ہے لیکن جتنا پیار اور جتنی مامتا اللہ نے ماں کے دل میں رکھی باپ کے دل میں اتنی نہیں رکھی اور بچے کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ چاہے کسی بھی جگہ پر ہو وہ فوراً ماں کو پکارے گا باپ کو نہیں پکارے گا اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ ماں میری مصیبت کا علاج کرسکتی ہے اور اسی محبت کے رشتے سے بچے کی تربیت ہوتی ہے اور جو کام ماں انجام دے سکتی ہے وہ باپ انجام نہیں دے سکتا

اگر کوئی باپ چاہے کہ میں ماں کی مدد کے بغیر بچے کی پرورش خود کرلوں تو باپ کیلئے یہ بات ممکن نہیں تجربہ کرکے دیکھ لیں آج کل لوگ بچوں کو نرسریوں کے اندر پالتے ہیں۔ یاد رکھو! کوئی بھی نرسری بچے کو ماں کی مامتا فراہم نہیں کرسکتی بچے کو کسی پولٹری فارم قسم کے ادارے کی ضرورت نہیں، بلکہ بچے کو ماں کی مامتا اور اس کی شفقت کی ضرورت ہے اور ماں کی مامتا اور اسکی شفقت کو حاصل کرنے کے لئے لازم ہے کہ عورت گھر کا انتظام سنبھالے اگر کوئی عورت گھر کا انتظام نہیں سنبھال رہی ہے تو وہ فطرت سے بغاوت کررہی ہے اور فطرت سے بغاوت کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو اس وقت آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

بڑے کارناموں کی بنیاد گھر ہے

قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا کہ **وقرن فی بیوتکن** یعنی اپنے گھروں میں قرار سے رہو یہ گھر تمہاری دنیا و آخرت ہے یہ گھر تمہاری زندگی ہے اور یہ خیال مت کرو کہ مرد گھر سے باہر نکل کر بڑے بڑے کارنامے انجام دے رہا ہے لہذا میں بھی گھر سے باہر نکل کر بڑے بڑے کارنامے انجام دوں۔ ارے یہ تو سوچو کہ سارے بڑے

کارناموں کی بنیاد یہ گھر ہے اگر تم نے اولاد کی صحیح تربیت کر دی اور ان کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا تو اور ان کے اندر تقویٰ اور عمل صالح پیدا کر لیا تو یقین رکھو کہ اگر مرد باہر نکل کر جتنے بڑے بڑے کارنامے انجام دے رہا ہے ان تمام کارناموں پر تمہارا یہ کارنامہ فوقیت رکھے گا کہ تم نے ایک بچے کی تربیت دین کے مطابق کر دی۔

مغرب کے الٹے پروپیگنڈے نے اور مغرب کی اندھی تقلید نے ہمارے معاشرے کی خواتین سے اولاد کی تربیت کی فکر کو رفتہ رفتہ ختم کرنا شروع کر دیا ہے اور جو خواتین اپنے گھروں میں بیٹھی ہیں وہ بھی کبھی کبھار یہ سوچنے لگتی ہیں کہ واقعۃً یہ لوگ درست کہتے ہیں ہم گھر کی چاردیواری میں مقید اور بند ہو کر رہ گئے ہیں اور جو خواتین گھروں سے باہر نکل رہی ہیں شاید یہ ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔

لیکن خوب سمجھ لیں کہ عورت جو خدمت اپنے گھر میں بیٹھ کر انجام دے رہی ہیں یاد رکھو اس کا کوئی بدل نہیں ہے اور وہ خدمت گھر سے باہر نکل کر، بازاروں میں جا کر، دوکانوں پر بیٹھ کر نہیں انجام دی جاسکتی جو گھر میں بیٹھ کر انجام دی جاسکتی ہے۔

تسکین وراحت پردہ کے اندر ہے

اور خواتین یہ نہ سمجھیں کہ یہ پردہ ہمارے لئے دشواری کا سبب ہے بلکہ عورت کی فطرت میں پردہ داخل ہے اور عورت کے معنیٰ ہی چھپانے کی چیز کے ہیں اور پردہ عورت کی سرشت میں داخل ہے اگر فطرت مسخ ہو جائے تو اس کا کوئی علاج نہیں، لیکن جو تسکین اور راحت پردہ کی حالت میں ہوگی وہ تسکین بے پردگی اور کھلم کھلا اور علانیہ رہنے کی حالت میں نہیں ہوگی، لہذا پردہ کا تحفظ حیا کا ایک لازمی حصہ ہے

آج سروں کے بالوں کی حالت

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی نگاہیں آج کے حالات دیکھ رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ایسی عورتیں ہونگی ان کے سر کے بال ایسے ہونگے جیسے لاغر اونٹ کے کوہان۔ اونٹ کے کوہان کی طرح بال بنانے کا حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں آسکتا تھا آج دیکھ لیں کہ عورتیں اونٹوں کے کوہان کی طرح بال بنا رہی ہیں۔

لباس کے اندر بھی عریاں (ننگا پن)

اورفرمایا کہ وہ عورتیں بظاہر تو لباس پہنی ہوئی ہونگی لیکن وہ لباس ایسے ہیں جن سے ستر حاصل نہیں ہوتا اسلئے کہ وہ لباس اتنا باریک ہوتا ہے یا وہ لباس اتنا چست ہے کہ اس کی وجہ سے جسم کے تمام نشیب وفراز عیاں ہو جاتے ہیں اور یہ سب حیا ختم ہونے کا نتیجہ ہے آج سے پہلے اس کا تصور اور خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ ایسا لباس پہنے گی اس لئے کہ اس کے دل میں حیا تھی اس کی طبیعت ایسی تھی کہ وہ ایسا لباس پہننا پسند نہیں کرتی تھی لیکن آج سینہ کھلا ہوا ہے گلا کھلا ہوا ہے بازو کھلے ہوئے ہیں یہ کیسا لباس ہوا لباس تو ستر پوشی کے لئے تھا جو عورت کو اسکی اصل فطرت کی طرف لوٹانے کیلئے تھا وہ لباس ستر پوشی کا کام دینے کے بجائے جسم کو اور زیادہ نمایاں کرنے کا کام انجام دے رہا ہے۔

مخلوط تقریبات کا سیلاب

شادی بیاہ کی تقریبات میں بے حیائی کے جو مناظر ان گھرانوں میں بھی نظر آنے لگے ہیں جو اپنے آپکو دیندار کہتے ہیں جن کے مرد مسجد میں صف اول میں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں ان کے گھرانوں میں شادی بیاہ کی تقریبات میں جا کر دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے ایک زمانہ وہ تھا جس میں اس بات کا خیال اور تصور نہیں آ سکتا تھا کہ شادی بیاہ کی تقریبات میں مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوگا لیکن اب تو مرد عورت کی مخلوط دعوتوں کا ایک سیلاب ہے اور عورتیں بن سنور کر سنگھار کر کے زیب زینت سے آراستہ ہو کر ان مخلوط دعوتوں میں شریک ہوتی ہیں نہ پردہ کا کوئی تصور ہے نہ حیا کا کوئی خیال ہے۔

یہ بدامنی کیوں نہ ہو

اور پھر ان تقریبات کی ویڈیو فلمیں بن رہی ہیں تا کہ جو کوئی اس تقریب میں شریک نہ ہو سکا اور اس نظارے سے لطف اندوز نہیں ہو سکا اس کیلئے اس نظارہ سے لطف اندوز ہونے کیلئے ویڈیو فلم تیار ہے اس کے ذریعے وہ نظارہ کر سکتا ہے یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن پھر بھی دیندار، پھر بھی نمازی پرہیزگار یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن کان پر جوں نہیں رینگتی اور ماتھے پر شکن نہیں آتی اور دل میں اس کو ختم کرنے کا داعیہ پیدا نہیں ہوتا بتائیے کیا پھر بھی یہ فتنے نہ آئیں؟ کیا پھر بھی بدامنی اور بے سکونی پیدا نہ ہو؟ اور آج کل ہر ایک کی جان و مال عزت اور آبرو خطرے میں ہے یہ سب کیوں نہ ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غنیمت ہے اور حضور اقدس ﷺ کی برکت ہے کہ ایسا قہر ہم پر نازل نہیں ہوتا کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں، ورنہ ہمارے اعمال تو سارے ایسے ہیں کہ ایک قہر اور عذاب کے ذریعے سب کو ہلاک کر دیا جاتا۔

ہم اپنی اولاد کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں

اور یہ سب گھر کے بڑوں کی غفلت اور بے حسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے دل سے احساس ختم ہوگیا، کوئی کہنے والا اور کوئی ٹوکنے والا نہیں رہا بچے جہنم کی طرف دوڑے جا رہے ہیں، کوئی انکا ہاتھ پکڑ کر روکنے والا نہیں ہے کسی باپ کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم اپنی اولاد کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اور دن رات سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اب اگر کوئی ان کو سمجھاتا ہے تو ان بڑوں کا یہ جواب ہوتا ہے کہ ارے بھائی ! یہ تو نوجوان ہیں لگے رہنے دو ان کے کاموں میں رکاوٹ نہ ڈالو۔ اسی طرح اولاد کے سامنے ہتھیار ڈال ڈال کر نتیجہ یہاں تک پہنچ گیا۔

ابھی پانی سر سے گزرا نہیں

اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا۔ اب بھی اگر گھر کے سربراہ اور گھر کے ذمہ دار اس بات کا تہیہ کر لیں کہ یہ چند کام نہیں کرنے دیں گے، ہمارے گھر مرد اور عورت کا مخلوط اجتماع نہیں ہوگا، ہمارے گھر میں کوئی تقریب عورتوں کی بے پردگی کے ساتھ نہیں ہوگی وڈیو فلم نہیں بنے گی، اور گھر کے بڑے ان باتوں کا تہیہ کر لیں تو اب بھی اس سیلاب پر بند باندھا جا سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ سیلاب قابو سے باہر ہوا ہو لیکن اس وقت سے ڈرو جب کوئی کہنے والا خیر خواہ اس صورت حال کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا اور نہیں کر سکے گا۔ کم از کم وہ گھرانے جو اپنے آپ کو دیندار کہتے ہیں جو دین اور اسلام کے نام لیوا ہیں اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ تو کم از کم اس بات کا تہیہ کر لیں کہ ہم یہ مخلوط اجتماع نہیں ہونے دیں گے۔

ایسے اجتماعات کا بائیکاٹ کر دو

ہمارے بزرگوں نے بائیکاٹ وغیرہ کے طریقے نہیں سکھائے لیکن یاد رکھو! ایک مرحلہ آتا ہے جہاں انسان کو یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یا تو ہماری بات مانی جائے گی ورنہ اس تقریب میں ہماری شرکت نہیں ہوگی اگر شادی کی تقریبات ہو رہی ہیں اور مخلوط اجتماعات ہو رہے ہیں اب اگر اس دعوت میں نہیں جاتے تو شکایت ہو جائیگی کہ آپ اس تقریب میں کیوں نہیں شریک ہوئے۔ ارے یہ تو سوچو کہ ان کی شکایت کی تو آپ کو پرواہ ہے لیکن ان کو آپ کی شکایت کی پروا نہیں تم پردہ نشین خاتون ہو اور وہ تم کو بلانا چاہتے ہیں تو پھر انہوں نے تمہارے لئے پردہ کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ جب انہوں نے تمہارا اتنا خیال نہیں کیا تو پھر تم پر بھی ان کا خیال کرنا واجب نہیں ہے ان سے صاف صاف کہہ دو کہ ہم ایسی تقریب میں شریک نہیں ہونگے جب تک کچھ خواتین ڈٹ کر یہ فیصلہ نہیں کریں گی، یقین کرو اس وقت تک یہ سیلاب بند نہیں ہوگا کب تک ہتھیار ڈالتے جاؤ گے یہ سیلاب کہاں تک پہنچے گا؟

دنیاوالوں کا کب تک خیال رکھو گے؟

ہمارے بزرگ حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔ اس دور کے اندر اللہ تعالیٰ نے جنتی بزرگ پیدا فرمائے تھے، ان کے گھر کی بیٹھک میں فرشی نشست تھی، گھر کی خواتین کے دل میں یہ خیال آیا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے فرشی نشست کا زمانہ نہیں رہا اس لئے آکر مولانا سے کہا کہ اب آپ فرشی نشست ختم کردیں اورصوفے وغیرہ لگادیں۔ حضرت مولانا نے کہا کہ مجھے تو نہ صوفے کا شوق ہے نہ مجھے اس پرآرام ملے مجھے تو فرش پر بیٹھ کرآرام ملتا ہے میں تو اسی پر بیٹھ کر کام کروں گا خواتین نے کہا کہ آپ کو اس پرآرام ملتا ہے لیکن دنیاوالوں کا تو کچھ خیال کرلیا کرو جوآپ کے پاس ملنے کے لئے آتے ہیں ان کا ہی کچھ خیال کرلیا کرو اس پر حضرت مولانا نے کیا عجیب جواب دیا، فرمایا بی بی! دنیاوالوں کا تو خیال کرلوں لیکن یہ تو بتاؤ کہ دنیاوالوں نے میرا کیا خیال کرلیا میری وجہ سے کسی نے اپنے طرز زندگی میں یا کسی نے اپنے کسی کام میں تبدیلی لائی ہو، جب انہوں نے میرا خیال نہیں کیا تو میں ان کا کیوں خیال کروں۔

دنیاوالوں کے برا ماننے کی پروامت کرو

جس کے دل میں تمہارے پردے کا احترام نہیں جس کے دل میں تمہارے پردے کی وقعت اورعظمت نہیں وہ اگر تمہارا خیال نہیں رکھتا تو تم ان کا خیال کیوں رکھتے ہو؟ حالانکہ اگر ایک بے پردہ عورت عورتوں کے علیحدہ انتظام میں شامل ہو کر بیٹھ جائے اور دوسرے مردوں کے سامنے نہ آئے تو اس میں اس کا کوئی نقصان اورکوئی خرابی نہیں لیکن اگر پردہ دار عورت مردوں کے سامنے چلی جائے اس پر تو قیامت گزر جائے گی۔ اگر پردہ کا انتظام نہ ہونے کے باوجود تم صرف اسلئے چلی جاتی ہو کہ وہ برا نہ مانیں کہیں ان کو برا نہ لگ جائے ارے کبھی تم بھی تو برا مانا کرو کہ ہم اس بات پر برا مانتے ہیں کہ ہمیں ایسی دعوت میں کیوں بلایا جارہا ہے ہمارے لئے ایسی دعوتیں کیوں کی جاتی ہیں یاد رکھو جب تک یہ نہیں کریں گے یہ سیلاب نہیں رکے گا۔

مردوں کو باہر نکال دیا جائے

جہاں تقریبات میں خواتین کا انتظام علیحدہ بھی ہے مردوں کے لئے علیحدہ شامیانے ہیں اورعورتوں کیلئے علیحدہ لیکن اس میں بھی یہ ہوتا ہے کہ عورتوں والے حصے میں مردوں کا ایک طوفان ہوتا ہے مردآرہے ہیں جارہے ہیں ہنسی مذاق ہورہا ہے دل لگی ہورہی ہے فلمیں بن رہی ہیں یہ سب کچھ ہورہا ہے اور بظاہر دیکھنے میں الگ انتظام ہے ایسے موقع پر خواتین کھڑے ہوکر کیوں نہیں کہتیں کہ مرد یہاں کیوں آرہے ہیں؟ ہم پردہ نشین خواتین ہیں لہذا ان مردوں کو باہر نکالا جائے۔

دین پرڈاکہ ڈالا جارہا ہے اور پھر خاموشی

شادی بیاہ میں بہت سے معاملات پرلڑائی جھگڑے ہو جاتے ہیں اس بات پر ناراضگیاں ہو جاتی ہیں کہ ہمارا فلاں جگہ خیال نہیں کیا ہمارا فلاں جگہ خیال نہیں کیا اس پرلڑائی جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں تم اگر پردہ نشین خاتون ہوتو اور چیزوں پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو،تمہاری آؤ بھگت نہیں ہوئی تو اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو لیکن جب تمہارے دین پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہوتو وہاں خاموش رہنا جائز نہیں کھڑے ہوکر بھری تقریب میں کہہ دوکہ یہ چیز ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے جب تک کچھ مردخواتین اس بات کا تہیہ نہیں کرلیں گے اس وقت تک یادرکھوحیا کا تحفظ نہیں ہوسکے گا اور یہ سیلاب بڑھتا چلا جائے گا۔

ورنہ عذاب کے لئے تیار ہو جاؤ

بہرحال! ہم لوگ جوکم ازکم دین کا نام لیتے ہیں، جب تک اس کا عزم اورتہیہ نہیں کرلیں گے اس وقت تک یہ سیلاب نہیں رکے گا خدا کے لئے اس کا عزم کرلیں ورنہ پھراللہ کے عذاب کے لئے تیار رہیں، کسی کے اندر اگر اس عذاب کے سہارنے کی ہمت ہے تو وہ اس کے لئے تیار ہو جائے، یا پھراس کا عزم کرلیں۔

اپنا ماحول خود بناؤ

ہمارے والدحضرت مولانا مفتی شفیع صاحب قدس اللہ سرہ بڑے کام کی بات فرمایا کرتے تھے یادرکھنے کی ہے، وہ فرماتے تھے کہ تم کہتے ہوکہ ماحول خراب ہے، معاشرہ خراب ہے، ارے تم اپنا ماحول خود بناؤ،تمہارے تعلقات ایسے لوگوں سے ہونے چاہئیں جوان اصولوں میں ہمارے ہم نوا ہوں جولوگ ان اصولوں میں تمہارے ہم نوا نہیں ان کا راستہ الگ ہے اورتمہارا راستہ الگ ہے لہذا اپنا ایک ایسا حلقہ احباب تیارکروجوایک دوسرے کے ساتھ ان معاملات میں تعاون کیلئے تیار ہو، اور ایسے لوگوں سے تعلق گھٹاؤ جوان معاملات میں تمہارے راستے میں رکاوٹ ہیں۔

آزادانہ میل جول کے نتائج

بہرحال! عورت کے گھر سے باہر نکلنے میں ایک خرابی تو یہ ہوئی کہ فیملی سسٹم تباہ ہوگیا اوردوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے دل میں عورت کی کشش رکھی ہے اورعورت کے دل میں مرد کی کشش رکھی ہے، یہ فطری بات ہے کہ آپ اس پرکتنا پردہ ڈالیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ جب ان دونوں کے درمیان آزادانہ میل جول ہوگا اورآ

زادنہ اجتماع ہوگا تو وہ کشش جو انسان کے اندرفطری طور پر موجود ہے، کسی نہ کسی وقت رنگ لاکر گناہ پر آمادہ کرے گی۔

اور جب مرداورعورت کا آزادانہ میل جول ہوگا اور ہر وقت میل ملاپ ہوگا اور ہر وقت ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو اسکے نتیجے میں گناہ کی طرف بڑھیں گے، آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اوراسی سوسائٹی میں رہتے ہیں، یہاں مرد اورعورت کے آزادانہ میل جول کے نتیجے میں کیا ہورہا ہے یہاں اس وقت اس ملک میں کوئی مرد یا عورت ناجائز طریقے سے اپنی جنسی تسکین کرنا چاہے تو اس کے دروازے چوپٹ کھلے ہیں، کوئی قانون ان کو روکنے والانہیں کوئی معاشرتی رکاوٹ ان پر عائدنہیں اس کے باوجوداس ملک میں زنا بالجبر کے کتنے واقعات سے زیادہ ہورہے ہیں، کل ہی کے اخبار میں میں نے پڑھا کہ اس ملک (امریکہ) میں ہر ۴۶ سیکنڈ پر ایک زنا بالجبر کا واقعہ رونما ہوتا ہے، اب بتائے کہ جس ملک میں رضامندی کے ساتھ جنسی خواہش پوری کرنے کا راستہ کھلا ہوا ہواس کے باوجود زنا بلجبر اتنی کثرت سے ہورہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جنسی خواہش کی تسکین کا راستہ کیا ہے؟

وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان اپنی فطری حدود سے باہر نکل گیا ہے، جب تک انسان فطری حدود کے اندر رہ کر جنسی خواہشات کی تسکین کا راستہ اختیار کرے گا اس وقت تک انسان جنسی خواہشات کی تکمیل کے ذریعے سکون حاصل کرے گا لیکن جب وہ فطری حدود سے آگے بڑھے گا تو پھر وہ جنسی خواہش ایک نا مٹنے والی بھوک اور نا مٹنے والی ایسی پیاس ہے جو کبھی نہیں بجھے گی اوراس کے بعد پھرانسان کسی ایک حد پر جا کر قانع نہیں ہوتا بلکہ وہ مزید کا طلبگار رہے گا۔ اس لئے مرداورعورت کے آزادانہ میل جول کا وہی نتیجہ ہوگا جو آپ دیکھ رہے ہیں، اوراپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں اور یہ سب کچھ اس حکم سے بغاوت کا نتیجہ جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا کہ

وقرن فی بیوتکن

کہ اپنے گھروں میں قرار سے رہو، آج یہ حکم چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل پڑے ہیں۔

ضرورت کے وقت گھروں سے باہر جانے کی اجازت

البتہ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخرعورت بھی ایک انسان ہے، اس کو بھی گھر سے باہر جانیکی ضرورت پیش آسکتی ہے اس کے دل میں بھی گھر سے باہر نکلنے کی خواہش تاکہ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کرے اور بعض

اوقات اپنی ذاتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بھی گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔اور بعض اوقات اس کو جائز تفریح کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس کو ان کاموں کیلئے گھر سے باہر جانے کی اجازت ہونی چاہئے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ یہ جو حکم ہے کہ گھر میں قرار سے رہو اس کا یہ مطلب نہیں کہ گھر میں تالا لگا کر اس کو اندر بند کر دیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ضرورت کے وقت یہ گھر سے باہر بھی جا سکتی ہے ویسے تو اللہ تعالیٰ نے عورت پر کسی زمانے میں بھی روزی کمانے کی ذمہ داری نہیں ڈالی ،شادی سے پہلے اس کی مکمل کفالت باپ کے ذمہ ہے اور شادی کے بعد اس کی تمام کفالت شوہر کے ذمہ ہے لیکن جس عورت کا نہ باپ ہو اور نہ ہی شوہر ہو اور نہ ہی معاشی کفالت کا کوئی اور ذریعہ موجود ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو معاشی ضرورت کیلئے گھر سے باہر جانا پڑے گا اس صورت میں باہر جانے کی اجازت ہے بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا جائز تفریح کے لئے بھی گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے آنحضرت ﷺ بعض اوقات حضرت عائشہؓ اپنے ساتھ گھر سے باہر بھی لے کر گئے۔

کیا عائشہ کی بھی دعوت ہے؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے تو عرض کیا، یارسول اللہ! میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ:

أعائشة معی ؟

کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی میرے ساتھ دعوت ہے یا نہیں چونکہ وہ زمانہ سادگی اور بے تکلفی کا تھا اور اس وقت ان کے ذہن میں تھا حضرت عائشہؓ کو بلانے کا ارادہ نہیں تھا اس لئے انہوں نے صاف کہہ دیا کہ یارسول اللہ میں صرف آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں ،آنحضرت ﷺ نے بھی صاف جواب دے دیا کہ اذاً فلا یعنی اگر عائشہؓ کی دعوت نہیں تو میں نہیں آتا کچھ عرصے بعد وہ صحابیؓ پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں ،آپ ﷺ نے پھر وہی سوال دہرایا کہ أعائشة معی ؟

کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی میرے ساتھ دعوت ہے یا نہیں؟ انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ یارسول اللہ صرف آپ کی دعوت ہے آپ ﷺ نے پھر انکار کر دیا کہ پھر میں بھی نہیں جاؤں گا کچھ عرصہ بعد تیسری مرتبہ پھر دعوت دی ،اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ﷺ میری دعوت قبول کر لیں آپ ﷺ نے پھر وہی پوچھا کہ أعائشة معی ؟ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی میرے ساتھ دعوت ہے یا نہیں اب کی مرتبہ انہوں نے کہا کہ! جی ہاں یا رسول اللہ! عائشہؓ کی بھی آپکے ساتھ دعوت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اب میں دعوت قبول کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الاطعمہ باب مایفعل الضیف اذا اتبعہ غیر من دعاہ صاحب الطعام حدیث نمبر ۲۰۳۷)

<u>بیوی کو جائز تفریح کی بھی ضرورت ہے</u>

یہ دعوت مدینہ طیبہ میں نہیں تھی بلکہ مدینہ طیبہ سے باہر کچھ فاصلے پر ایک بستی میں یہ دعوت تھی اب آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کو لے کر چلے، راستے میں ایک کھلا میدان آیا جس میں کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا اس وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کیساتھ دوڑ لگائی اب ظاہر ہے کہ دوڑ لگانا ایک جائز تفریح تھی اس جائز تفریح کا آنحضرت ﷺ نے بھی اہتمام فرمایا اس لئے ایک خاتون کو اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس قسم کی تفریح کی اجازت ہے بشرطیکہ جائز حدود میں ہو بے پردگی کے ساتھ نہ ہو اور غیر محرموں کے ساتھ نہ ہو۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد فی السبق علی الرجل حدیث نمبر ۲۵۷۸ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کا واقعہ علیحدہ علیحدہ ہیں البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوڑنے کا واقعہ اسی دعوت میں پیش آیا۔میمن)

<u>زیب و زینت کے ساتھ نکلنا جائز نہیں</u>

اسلئے بوقت ضرورت عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی شریعت نے بھی اجازت دی مگر باہر نکلنے کے لئے یہ شرط بھی لگا دی کہ حجاب کی پابندی ہونی چاہیئے اور اس طرح علی الاعلان اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے نہ نکلو، اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالٰی نے اگلا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ

ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ

یعنی اگر نکلنے کی بھی ضرورت ہو تو اس طرح زیب و زینت کے ساتھ نمائش کرتی ہوئی نہ نکلو جیسا کہ جاہلیت کی عورتیں نکلا کرتی تھی اور ایسی آرائش اور زیب و زینت کے ساتھ نہ نکلو جس سے لوگوں کی توجہات ان کی طرف مبذول ہوں بلکہ حجاب کی پابندی کے ساتھ پردہ کر کے نکلو اور جسم ڈھیلے ڈھالے لباس میں چھپا ہوا ہو ہمارے زمانے میں تو برقعہ کا رواج ہے اور حضور اقدس ﷺ نے زمانے میں چادریں استعمال ہوتی تھیں اور وہ چادر سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم کو چھپا لیتی تھی خلاصہ یہ کہ ضرورت کے وقت عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت تو دی گئی لیکن اس کے باہر نکلنے سے فتنے کا جو اندیشہ ہے اس فتنے کے سد باب پردہ کے ذریعے کیا جائے گا اس لئے حجاب کا حکم عائد کیا گیا۔

<u>کیا پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟</u>

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لئے تھا اور یہ حکم دوسری عورتوں کے لئے ہیں ہے اور اسی مندرجہ بالا آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب صرف ازواج مطہرات کو کیا جا رہا ہے یہ

بات نقلی اور عقلی ہر اعتبار سے غلط ہے اس لئے ایک طرف تو اس آیت میں شریعت کے بہت سے احکام دیئے گئے ہیں مثلاً ایک حکم تو یہی ہے کہ ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی کہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح خوب زیب وزینت اور آرائش کر کے باہر نہ نکلو تو کیا یہ حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ اور کیا دوسری عورتوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح زیب وزینت کر کے باہر نکلا کریں؟ ظاہر کہ دوسری عورتوں کو بھی اجازت نہیں اور آگے ایک حکم یہ دیا کہ و اقمن الصلوۃ نماز قائم کرو تو کیا نماز قائم کرنے کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لئے ہے؟ دوسری عورتوں کو نماز کا حکم نہیں اور اس کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ و آتین الزکاۃ زکوۃ ادا کرو تو کیا زکوۃ دینے کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ دوسری عورتوں کو نہیں اور آگے فرمایا کہ و اطعن اللہ و رسولہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو کا اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم صرف ازواج مطہرات کو ہے؟ دوسروں کو نہیں؟ پوری آیت کا سیاق وسباق یہ بتا رہا ہے کہ اس آیت میں جتنے احکام ہیں وہ سب کے لئے عام ہیں اگر چہ براہ راست خطاب ازواج مطہرات کو ہے لیکن اس کے واسطے سے پوری امت کو خطاب ہے۔

یہ پاکیزہ خواتین تھیں

دوسری بات یہ کہ حجاب اور پردے کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے کے اندر بے پردگی کے نتیجے میں جو فتنہ پیدا ہوسکتا ہے اس کا سد باب کیا جائے اب سوال یہ ہے کہ کیا فتنہ صرف ازواج مطہرات کے باہر نکلنے سے پیدا ہوگا معاذ اللہ! وہ ازواج مطہرات کہ ان جیسی پاکیزہ خواتین اس روئے زمین پر پیدا نہیں ہوئیں کیا انہیں سے فتنے کا خطرہ تھا کیا دوسری عورتوں کے نکلنے سے فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے جب ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ تم پردہ کے ساتھ نکلو تو دوسری عورتوں کو یہ حکم بطریق اولیٰ دیا جائے گا اس لئے کہ ان سے فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے۔

پردہ کا حکم تمام خواتین کو ہے

اسکے علاوہ دوسری آیت میں پوری امت مسلمہ سے خطاب ہے۔ فرمایا کہ

یا یھا النبی قل لازواجك و بناتك و نساء المومنین ید نین علیھن من جلابیبھن

اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے بھی کہہ دو اور اپنی بیٹیوں سے بھی کہہ دو اور تمام مومنوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں اس سے زیادہ صاف اور واضح حکم اور کوئی نہیں ہوسکتا ''جلابیب'' جمع ہے جلباب کی اور جلباب چادر کو کہا جاتا ہے جو عورت اس طرح پہنتی تھی کہ سر سے پاؤں تک اس کا پورا جسم چھپا ہوتا تھا اور پھر اس طرح قرآن کریم نے صرف چادر پہننے کا حکم نہیں دیا بلکہ لفظ ''یدنین'' لائے جس کے معنی ہیں کہ وہ چادر آگے ڈھلکا لیں تا کہ چہرہ بھی نمایاں نہ ہو اور اس چادر میں چھپ جائے اب اس سے زیادہ واضح اور کیا حکم ہوسکتا ہے۔

حالت احرام کا طریقہ

آپ کو معلوم ہے کہ حج کے موقع پر احرام کی حالت میں عورت کے لئے کپڑے کو چہرے پر لگانا جائز نہیں مرد سر نہیں ڈھک سکتے اور عورتیں چہرہ نہیں ڈھک سکتیں جب حج کا موسم آیا اور آنحضرت ﷺ ازواج مطہرات کو حج کرانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت یہ مسئلہ پیش آیا کہ ایک طرف تو پردہ کا حکم ہے اور دوسری طرف یہ حکم ہے کہ حالت احرام میں کپڑا منہ کو نہیں لگنا چاہیئے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم حج کے سفر پر اونٹ پر بیٹھ کر جا رہی تھی تو راستے میں جب کوئی اجنبی نہ ہوتا تو اپنے نقاب الٹے رہنے دیتیں اور ہم نے اپنے ماتھے پر ایک لکڑی لگائی ہوئے تھی اور جب کوئی قافلہ یا اجنبی مرد سامنے سے دکھائی دیتا تو ہم اپنا نقاب اس لکڑی پر ڈال دیتیں تا کہ وہ نقاب چہرے پر نہ لگے اور جو مرد سامنے آئے ان کا سامنا نہ ہو سکے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں بھی ازواج مطہرات نے پردہ ترک نہیں فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الحج باب فی المحرمۃ تغطی وجھا)

ایک خاتون کا پردہ کا اہتمام

ابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک خاتون کا بیٹا حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا ہوا تھا، جنگ کے بعد تمام مسلمان واپس آئے لیکن اس کا بیٹا واپس نہیں آیا اب ظاہر ہے کہ اس وقت ماں کی بے تابی کی کیا کیفیت ہو گی اور اس بے تابی کے عالم میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے دوڑیں کہ میرے بیٹے کا کیا بنا اور جا کر حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کا کیا ہوا؟ صحابہ ؓ نے جواب دیا کہ تمہارا بیٹا تو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا اب بیٹے کے مرنے کی اطلاع اس پر بجلی بن کر گری۔

اس اطلاع پر اس نے جس صبر وضبط سے کام لیا وہ اپنی جگہ ہے لیکن اسی عالم میں کسی شخص نے اس خاتون سے پوچھا کہ اے خاتون! تم اپنی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے نکل کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئیں اس حالت میں بھی تم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے اور اس وقت بھی نقاب ڈالنا نہیں بھولیں جواب میں اخاتون نے کہا کہ ان ارزأ ابنی لم ارزأ حیائی کہ میرا بیٹا تو فوت ہوا ہے لیکن میری حیا فوت نہیں ہوئی یعنی میرے بیٹے کا جنازہ نکلا ہے لیکن میری حیا کا جنازہ نہیں نکلا تو اس حالت میں بھی پردہ کا اتنا اہتمام فرمایا۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیرھم حدیث نمبر ۲۴۸۸)

اہلِ مغرب کے طعنوں سے مرعوب نہ ہوں

عرض یہ ہے کہ حجاب کا یہ حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمایا اور ازواج مطہرات اور صحابیات نے اس حکم پر عمل کر کے دکھایا اب مغرب نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ مسلمانوں کے عورتوں کے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا ہے کہ ان کو گھروں میں بند کر دیا ان کے چہروں پر نقاب ڈال دی اور ان کو ایک کارٹون بنا دیا تو کیا مغرب کے اس مذاق اور اس پروپیگنڈے کے نتیجے میں ہم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ان احکام کو چھوڑ دیں؟ یاد رکھو جب تک خود ہمارے اپنے دلوں میں یہ ایمان اور اعتماد پیدا نہ ہو کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو طریقہ سیکھا ہے وہی طریقہ برحق ہے کوئی مذاق اڑاتا ہے تو اڑایا کرے کوئی طعنے دیتا ہے تو طعنے دیا کرے یہ طعنے مسلمان کے گلے کا زیور ہیں؟ جتنے انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے ان کو یہ طعنے دیے گئے کہ یہ لوگ پسماندہ لوگ ہیں یہ دقیانوس اور رجعت پسند ہیں یہ ہمیں زندگی کی راحتوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں یہ سارے طعنے انبیاء علیہم السلام کو دیے گئے اور تم جب مومن ہو تو انبیاء کے وارث ہو جس طرح وراثت میں اور چیزیں ملیں گی یہ طعنے بھی ملیں گے کیا اس وراثت سے گھبرا کر رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار کو چھوڑ دو گے؟ اگر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان ہے تو پھر ان طعنوں کو سننے کیلئے کمر کو مضبوط کر کے بیٹھنا ہوگا۔

پھر بھی تیسرے درجے کے شہری رہو گے۔

اور اگر فرض کرو کہ ان طعنوں کے نتیجے میں ان کے کہنے پر عمل کر لیا تو پھر بھی تیسرے درجے کے شہری رہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو گھر مت بٹھاؤ اور ان کو پردہ نہ کراؤ حجاب نہ کراؤ اب آپ نے ان کی بات مانتے ہوئے اس پر عمل کر لیا اور عورتوں کو گھر سے باہر نکال دیا ان کا پردہ بھی اتار دیا دوپٹہ بھی اتار دیا سبھی کچھ کر لیا لیکن کیا انہوں نے یہ مان لیا کہ تم ہمارے ہو اور کیا انہوں نے تمہیں وہی حقوق دے دیے؟ کیا تمہیں وہی عزت دے دی نہیں؟ بلکہ اب بھی تم رجعت پسند اور دقیانوس ہو اور اب بھی جب تمہارا نام آئے گا تو طعنوں کے ساتھ آئے گا۔ باوجود یہ کہ سر سے لے کر پاؤں تک ہر چیز میں ان کی بات مان لی پھر بھی تم تیسرے درجے کے شہری رہو گے۔

کل ہم ان کا مذاق اڑائیں گے

لیکن اس کے برخلاف اگر تم نے ان طعنوں سے ایک مرتبہ صرف نظر کر لی اور یہ سوچا کہ یہ لوگ تو طعنے دیا کریں گے اور برا کہیں گے لیکن ہمیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جانا ہے اور ازواج مطہرات کے راستے پر جانا ہے تو پھر ہزاروں طعنے ملیں گے اور ہمارا مذاق اڑائیں اور ہم پر ہنسیں لیکن ایک دن آئے گا کہ ہم ان پر ہنسیں گے، چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا کہ

فالذین آمنوا من الکفار یضحکون علی الارائك ینظرون (سورة المطففین ۳۴)
کفار کے بارے میں فرمایا کہ یہ کفار مسلمانوں کے ساتھ دنیا میں تو یہ معاملہ کرتے تھے کہ ان کو دیکھ کر ہنسی مذاق اڑاتے تھے اور جب اس کے پاس سے کوئی مسلمان گزرتا تو یہ لوگ ایک دوسرے کو اشارے کرتے کہ دیکھو مسلمان جا رہا ہے لیکن جب (آخرت کا مرحلہ آئے گا تو یہ ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے اور صوفوں پر بیٹھ کر ان کو دیکھ رہے ہوں گے ان شاء اللہ) ۔

یہ دنیا کی زندگی کتنے دن کی ہے یہ کفار کتنے دن ہنسی مذاق اڑائیں گے جس دن آنکھ بند ہوگی اس دن معلوم ہوگا کہ جو لوگ مذاق اڑاتے تھے ان کا انجام کیا ہوا اور جن کا مذاق اڑایا جاتا تھا ان کا انجام کیا ہوا بجائے اس کے کہ اس ہنسی سے مرعوب ہو کر اپنا راستہ چھوڑ دو اور اپنے طریقے کو خیر باد کہہ دو نجات کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ وہ ہنسیں، مذاق اڑائیں طعنہ دیں جو کچھ چاہیں کریں لیکن ہم اپنا طریقہ چھوڑنے والے نہیں ۔

عزت اسلام کو اختیار کرنے میں ہے

یاد رکھو جو شخص اس کام کیلئے ہمت کر کے اپنی کمر باندھ لیتا ہے وہی شخص دنیا سے اپنی عزت بھی کرواتا ہے عزت در حقیقت اسلام کو چھوڑنے میں نہیں بلکہ اسلام کو اختیار کرنے میں ہے حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا تھا کہ

ان اللّٰه قد اعزنا بالاسلام

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ عزت دی ہے وہ اسلام کی بدولت دی ہے اگر ہم اسلام کو چھوڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں عزت کے بجائے ذلت سے ہمکنار کر دیں گے ۔

ڈاڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی

میرے ایک بزرگ نے ایک سچا واقعہ سنایا جو بڑی عبرت کا واقعہ ہے ۔ وہ یہ کہ ان کے ایک دوست لندن میں تھے اور کسی ملازمت کی تلاش میں تھے ، ملازمت کے لئے ایک جگہ انٹرویو دینے کے لئے گئے ، اس وقت ان کے چہرے پر ڈاڑھی تھی جو شخص انٹرویو لے رہا تھا اس نے کہا کہ ڈاڑھی کے ساتھ تو یہاں کام کرنا مشکل ہے اسلئے ڈاڑھی ختم کرنی ہوگی اب یہ بڑے پریشان ہوئے کہ میں اپنی ڈاڑھی ختم کروں یا نہ کروں اس وقت تو وہ واپس چلے آئے اور دو تین روز تک دوسری جگہوں پر ملازمت تلاش کرتے رہے اور کشمکش میں مبتلا رہے دوسری ملازمت نہیں مل رہی تھی اور بے روزگار اور پریشان بھی تھے آخر میں یہ فیصلہ کر لیا کہ چلو ڈاڑھی ہی کٹوا دیتے ہیں تاکہ ملازمت تو مل جائے چنانچہ ڈاڑھی کٹوا دی اور اسی جگہ ملازمت کیلئے پہنچ گئے

جب وہاں پہنچے تو تو انہوں نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا انہوں نے کہا کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ ڈاڑھی کٹوا دو تو تمہیں ملازمت مل جائیگی اس نے پوچھا کہ آپ مسلمان ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے پھر پوچھا کہ آپ ڈاڑھی کو ضروری سمجھتے تھے یا غیر ضروری سمجھتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ ضروری سمجھتا تھا اس وجہ سے رکھی تھی اس نے کہا کہ جب آپ یہ جانتے تھے کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو اور اللہ کے حکم کے تحت ڈاڑھی رکھی تھی اور اب آپ نے صرف میرے کہنے کی وجہ سے اللہ کا حکم چھوڑ دیا اس کا مطلب ہے کہ آپ اللہ کے وفادار نہیں ہیں اور جو شخص اپنے اللہ کا وفادار نہ ہوا وہ اپنے افسر کا وفادار نہیں ہوسکتا لہذا اب ہم آپ کو ملازمت پر رکھنے سے معذور ہیں خسر الدنیا والاخرۃ ڈاڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہ ملی۔

صرف ڈاڑھی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے جتنے احکام ہیں ان میں کسی کو یہ سوچ کر چھوڑنا کہ لوگ مذاق اڑائیں گے یہ بسا اوقات دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔

چہرے کا بھی پردہ ہے

حجاب کے بارے میں اتنی بات ضرور عرض کردوں کہ حجاب میں اصل بات یہ ہے کہ سر سے لیکر پاؤں تک پورا جسم چادر سے یا برقع سے یا کسی ڈھیلے ڈھالے گون سے ڈھکا ہوا ہو، بال ڈھکے ہوئے ہوں اور چہرے کا حکم یہ ہے کہ اصلاً چہرے کا پردہ ہے اسلئے چہرے پر بھی نقاب ہونا چاہئے اور یہ آیت جو میں نے ابھی تلاوت کی کہ یدنین علیھن من جلابیبھن اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں خواتین یہ کرتی تھیں کہ چادر اپنے اوپر ڈال لیتی تھیں اور اس کا ایک پلا چہرے پر ڈال دیتی تھیں اور صرف آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور باقی چہرہ چادر کے اندر ڈھکا رہوتا تھا تو حجاب کا اصل طریقہ یہ ہے البتہ چونکہ ضروریات بھی پیش آتی ہیں تو اسلئے اللہ تعالیٰ نے چہرے کی حد تک یہ گنجائش دی ہے کہ جہاں چہرہ کھولنے کی شدید ضرورت ہو اس وقت صرف چہرہ کھولنے اور ہاتھوں کو گٹوں تک کھولنے کی اجازت ہے اور اصل حکم یہی ہے کہ چہرہ سمیت پورا جسم ڈھکا ہونا چاہئے۔

مردوں کی عقلوں پر پردہ

بہرحال! یہ حجاب کے مختصر احکام ہیں واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت کی پاکیزہ اور پارسا زندگی کے لئے حجاب ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے لہذا مردوں کا فرض ہے کہ وہ خواتین کو اس پر آمادہ کریں اور خواتین کا فرض ہے کہ وہ اس کی پابندی کریں، افسوس اس وقت ہے کہ جب بعض اوقات خواتین حجاب کرنا چاہتی ہیں لیکن مرد راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اکبر الہ آبادی مرحوم نے بڑا اچھا قطعہ کہا ہے کہ

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گر گیا
پوچھا جوان سے پردہ تمہارا وہ کیا ہوا
کہنے لگیں: عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

آج حقیقت میں مردوں کی عقلوں پر پردہ پڑ گیا وہ پردے کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو غلط خیالات سے نجات عطا فرمائیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنیکی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین